پنجاب یونی ورسٹی

اور اوسکی تعلیم و امتحانات کے دینی و دنیاوی فوائد

لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک و مذہب

[اس مضمون مین سوا امور متعلقہ نقل کے کسی مضمون لیا گیا (جو لوگون نے اسباب مین لکھے ہین) نقل و اعادہ نہین ہے اسلئے اسکا ملاحظہ ہر ایک کیلئے موجب حظ و فایدہ جدید ہوگا ضرور ملاحظہ ہو]

پنجاب یونی ورسٹی کی تعلیم و امتحان کے فوائد پر ایک مدت سے بذریعہ اخبارات و تحریرات و لکچرز و تقریرات بحث ہو رہی ہے۔ اسباب مین جو کچھ کسیکے فکر مین آتا ہے وہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کرتا ہے اور اسکے اظہار مین برطبق ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اپنی ہمت و جرأت کی وقعت دکھاتا ہے۔

اسی سلسلہ و سیاق مین ہم بھی اپنے پلنگ فکر کو دوڑاتے ہین اور جو اس شکارگاہ آرائی سے اسکے شکار مین آوے ہدیہ ناظرین قدرشناس کرتے ہین۔

اسپر ہمکو دو امر باعث ہوئے ہین۔ ایک یہہ کہ سررشتہ پنجاب یونی ورسٹی کالج سے ہمارے نام بشمول عام اڈیٹران اخبارات رپورٹ سالانہ ۱۸۸۰ء پہنچی ہے جسپر ریویو لکھنا بحیثیت اڈیٹری ہمارا فرض ہے دوسرا یہہ کہ جلسہ تقسیم انعام منعقدہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۱ء مین ہمکو شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور اس جلسہ عالیشان مین ہمنے اسلامی علوم عربیہ کا اعزاز و اکرام مشاہدہ کیا جسکی نظر سے وہ دربار لفٹینٹ گورنری گویا ایک خلیفہ عباسی کا دربار دکھائی دیتا تہا اسلئے ہمارے دل نے بے اختیار ہوکر اس ذکر خیر سے اظہار حق و بانیان و حامیان اس بیت العلوم کا شکر نعمت ادا کرنا چاہا اور اپنے ہادی اور رہبر پیغمبر اسلام (علیہ افضل التحیات والسلام) کے ارشاد واجب الانقیاد من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جو محسن لوگون کا شکرگذار نہوگا وہ خدا تعالے کا بھی شکر نکریگا کے امتثال کا ارادہ کیا۔

اس بیت العلوم کی کارروائی (تعلیمات و امتحانات) جو آجکل ہو رہی ہے اور جو آئندہ

تجویز ہوئی ہے اس ملک ہند کے ساکنان ہنود و مسلمانان کے دینی و دنیاوی سود و بہبود پر مشتمل ہے
چونکہ ہمارے رسالہ کا اصل اصول دینی امور سے بحث ہے اسلئے ہم اسکے دینی فائدہ
کے بیان کو مقدم کرتے ہین-

دینی فائدہ اس بیت العلوم سے یہہ ہے کہ اسمین اولاً علوم عربیہ ادبیہ کی تعلیم ہوتی ہے
جو اہل اسلام کے دینی علوم (خصوصاً قرآن و حدیث) کے لئے عمدہ وسیلہ اور موقوف علیہ
ہے - دینی علوم (قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ) کوئی شخص اصل کی زبان مین حاصل نہین کرسکتا
جب تک کہ اسکے وسائل و مبادی علم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب وغیرہ کو (جو اس بیت العلوم
مین پڑہائے جاتے ہین) حاصل نہین کرلیتا-

اور ثانیاً اسمین بعضے ایسے علوم (فقہ و فرائض) کی تعلیم ہوتی ہے جو علوم مقاصد دینی سے
ہین - علی الخصوص ان کتب فقہ کی تعلیم جنکے پڑہنے سے عہدہ قضاء (جو دینی مناصب سے
ایک عالی منصب ہے) ملنا متوقع ہے پس اس بیت العلوم کو بنظر تعلیم اون علوم مبادی و
مقاصد دینیہ عموماً مدارس اسلامیہ زمانہ سابق و حال کے نظیر کہا جا سکتا ہے - اور بنظر
اعزاز علم و اکرام و انعام طلباء کے اُن مدارس خلفائے عباسیہ وغیرہ کے (جو مصر و بغداد و دمشق
و اسپین مین ہو گذرے ہین) نظیر کہنا بیجا نہین ہے - جسوقت دربار تقسیم انعام مین
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اپنے ہاتہہ سے علماء و فضلاء اسلام کو تمغے اور سندین اور انعام دیتے
ہوئے ہم دیکہتے - اسوقت ہمکو خلیفہ مامون وغیرہ کا زمانہ اعزاز علم و علماء یاد آتا اور اسلام
کا وہ کر و فر ہمارے دلین جوش مارتا-

ایسا ہی فائدہ تعلیم مذہبی اس بیت العلوم سے ہنود کے لئے حاصل ہے جسکی تفصیل اس
رسالہ کفیل امور مذہب اسلام مین اجنبی ہے-

دنیوی فائدہ اس بیت العلوم سے مختلف اقوام و اشخاص دیار ہند کو یہہ ہے کہ اونکے
مختلف اقسام علوم معاش مختلف زبانون مختلف طبایع و خیالات ولیاقت کے موافق کے

مناسب حال ان کی تعلیم و اشاعت کی بنا قایم کر دی ہے۔
مشرقی زبانون (عربی فارسی اردو پنجابی سنسکرت) وغیرہ مین علوم و فنون کی تعلیم ہی کا بوجھ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اپنے ماتحت اورینٹل کالج مقرر کر دلئے جسمین علوم و فنون کارآمدی معاش بہ تفصیل ذیل پڑہائے جاتے ہین۔
(۱) علوم ریاضی طبعی۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ وغیرہ جو اسوقت دنیاوی کمال کے اصل اصول مانے جاتے ہین اور سرکاری مدارس ان ہی علوم کی اشاعت کے لئے مقرر ہین۔
(۲) علم زباندانی و انشاپردازی عربی و فارسی و اردو و سنسکرت وغیرہ جس سے سرکاری اور دیسی ملازمت مدرسی وغیرہ تعلقات معیشت حاصل ہو سکتے ہین۔
(۳) علم کارگذاری سرکاری متعلق صیغہائی مال و دیوانی و فوجداری۔ جس سے فارسی سرکاری نوکری کے لئے لیاقت و سند حاصل ہوتی ہے۔
(۴) علم حساب مڈل کورس۔ جس سے مولوی و منشی کا امتحان دیکر مڈل کے امتحان سے برات حاصل ہو سکتی ہے جو کئی معزز عہدونکے حصول کے لئے شرط و سند سکندری ہے۔
(۵) علم طب یونانی و ڈاکٹری اور ویدک جنسے حسب دلخواہ معاش کا پیدا ہونا ممکن ہے خواہ کوئی سرکاری ملازمت کرے خواہ اپنے مکان مین مطب یا ہاسپٹل یا ڈسپنسری کھول بیٹھے
(۶) علم انجنیری متعلق عمارات نقشہ نویسی پیمائش وغیرہ جس سے عام طور پر تو ہر جگہ نوکری مل سکتی ہے اور خاص طور پر رڑکی کالج کی مانند استحقاقاً حصول ملازمت سرکاری متوقع ہے۔
(۷) علم قضا و پرادوہی و اک جنسے مفاد دینی سے علاوہ فائدہ معیشت حصول ملازمت بھی ممکن
(۸) علم قانون عدالت جس سے مختارکاری و وکالت و پلیڈری مل رہی ہے۔ اور ان علوم کی تعلیم مین مشرقی زبانون کے ساتھ انگریزی زبان مین شامل ہے۔
اور مغربی زبان (انگریزی) مین آرٹس یعنے علوم و فنون مین امتحان لینے کا ذمہ

* پرادوہی وغیرہ وک مشہور کتب ۔۔۔ ہے یہ امتحان کا نام ہے جیسے مسلمانون کے لئے قضا ہے۔

لیا ہے چنانچہ ہر ایک یونیورسٹی کا یہی منصب و فرض ہے اور اس سے زیادہ کسی یونیورسٹی
سے ان علوم کو مدد نہین پہونچتی۔

درجات و مراتب آرٹس جسمین یونیورسٹی امتحان لیتی ہے

(۱) آنرز ان آرٹس یعنے اعلی درجہ علوم و فنون کا جسکو اور یونیورسٹیون مین ایم اے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) ہائی پرفیشنسی ان آرٹس یعنے درجہ اوسط علوم و فنون جسکو بی اے کہا جاتا ہے۔

(۳) پروفیشنسی ان آرٹس یعنے درجہ ابتدائی علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۴) انٹرنس یعنے امتحان داخلہ جو اور یونیورسٹیون مین بہی اسی نام سے مشہور ہے۔

یہہ وہ مراتب امتحان معمولہ پنجاب یونیورسٹی ہین کہ کلکتہ یونی ورسٹی (جو اسوقت مشارالیہ اور مستند اور ترقی خواہ ملک سمجھی جاتی ہے) مین بہی اس سے زیادہ مراتب امتحان عام مقرر نہین ہین۔ ان ہی مراتب چہارگانہ مین اوسکی عام کارروائی اشاعت و معاونت علوم و فنون محصور و محدود ہے۔ +مگر ان دو فرقون کے ساتہہ جنمین پنجاب یونیورسٹی کی ہی ترجیح ثابت ہوتی ہے ایک یہہ فرق ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی مین انگریزی زبان مین امتحان دینا شرط کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص (جو اضطراری و ناچاری اسباب سے انگریزی نہین پڑہ سکا) ان علوم و فنون کو مشرقی زبانون مین ایک حصہ عمر کا خرچ کرکے کامل طور پر حاصل کر چکا ہو اور اس تحصیل و تکمیل سے اپنے ملک مین ان علوم و فنون کو رواج دینا اسکو مدنظر ہو۔ کلکتہ یونیورسٹی مین امتحان دینا چاہے تو اوسکو رد کیا جاتا ہے اور اوسکے حق محنت و مشقت و قصد اشاعت عام کو خیال نہین کیا جاتا اور پنجاب یونیورسٹی مین جو کوئی آوے اور جس زبان مین (انگریزی ہو خواہ فارسی ہو خواہ ہندی) امتحان دینا چاہے اوسکو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور ان علوم و فنون کو ہر زبان اور ہر ایک ملک مین عشرہ عام کرنا پسند کیا گیا ہے۔

+ اور جو امتحان آنرز سے اوپر ہنان پریم چند رائے چند کے نام سے ہوتا ہے وہ تمام لوگون کے لئے جنمین ہر ملک کے مقابلہ مین ایک امتحان آنرز کے اوپر اس یونیورسٹی مین بہی تجویز ہو والسلام

اور اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے کہ اس امر فارق مین پنجاب یونیورسٹی کو ہی ترجیح ہے - اسکی تائید شہادتین بعض فقرات سپیچ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب جو دربار تقسیم انعام مین انہون نے دی تہی نقل کرنا کافی سمجہتا ہون آپ فرماتے ہین ہین خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہو سکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لایق ہے کہ اپنے ہم صحبتون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اوس آدمی کے جسنے انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے - باوجود اس بات کے کہ وہ اردو دان اتنا لایق و فایق نہین جتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہ انگریزی دانی مین زیادہ علم رکہتا ہے مگر اسکا علم اسکے اپنے ہی دل مین محدود ہے یا اگر وہ صرف انکو کچہہ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو صرف اونکو جو اسکی طرح انگریزی سمجہہ سکتے ہین - برعکس اسکے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے - اور غالبًا اس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اس شخص کے جسنے اجنبی زبان کے ذریعہ سے سیکہا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشا پردازی اور خیالات مروجہ یورپ سے ہو سکتا ہے - ان فقرات کی متابعت مین بغرض تشریح و توضیح آنریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی کا سابق قول جو انہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی مین کہا ہے پیش کرنا بہی نامناسب و خالی از فائدہ نہین ہے - آپ فرماتے ہین - فرض کرو کہ کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی کے خطاب کی کلاہ رکہکر اپنے گہر واپس آئے - جب یہہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچہہ خیال دلا سکین صرف انگریزی اصطلاحی الفاظ اور جملے اونکے دل ہی مین رہینگے - اور مشق و ربط نہونیکے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب نہ بیان کر سکینگے انکے علم سے احباب اور آشناؤنکو کچہہ فائدہ نہین کیونکہ یہہ تو انکی لیاقت کو بالکل سمجہہ ہی نہین سکتے - اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوتا اور وہ فورًا اپنے تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجہا سکتے تو اونکی تعلیم کا دوسرون پر

کسقدر زیادہ اثر ہوتا۔ جاہلانہ تنفر کی عوض خیالات ہمسری پیدا ہوتے۔ اعلی درجہ کی تعلیم
کی دو بدو شہادت لوگون کے دل کو اونکی تقلید کرنیکے لئے متحرک کرتے۔ اور زمانہ حال کے
علوم و فنون کا اشتیاق عام لوگون کے دلمین پیدا ہوتا۔ دلائل مسبوق الذکر پیش کرکے
گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی و عاجزانہ یہہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو
اسطور قرار دی کہ جسمین فنون و علوم طبعی اور زبان دانی کی اور شاخین دیسی زبان کی
وساطت سے سکہائی جاوین۔ اور دیسی زبان مین سالانہ امتحان ان ہی مضامین کا منعقد
ہوا کرے کہ جنمین طلبا فی الحال انگریزی زبان کے ذریعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین
اور جس طور سے اب انگریزی طلبا کو علم کی مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے درجے
عطا کئے جاتے ہین۔ اسی طور سے جو طلبا ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکہہ کر
امتحان مین کامیاب ہون انہین بہی درجے عطا کئے جاوین۔ آخری التجا یہہ ہے کہ یا تو کلکتہ
یونیورسٹی کے ساتہہ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی و شمالی
کے لئے ایک علیحدہ ورنیکولر بیت العلوم بنایا جاوے۔

اس قول کو مقلدین سید احمد خانصاحب جو کلکتہ یونیورسٹی کو پنجاب یونیورسٹی پر ترجیح دیتے
ہین انصاف سے پڑہین اور اس خیال بیجا اور حمیت ناروا سے باز آئین۔ جو کچہہ خانصاحب نے
اوس عرضی مین عاجزانہ التجا سے چاہا تہا وہ اس یونیورسٹی مین موجود ہے اور کلکتہ یونیورسٹی
مین مفقود ہے۔ پہر پنجاب یونیورسٹی کو کلکتہ یونیورسٹی پر مشرقی زبانون مین ترویج علوم و فنون کی طرز
ترجیح کیون تسلیم نہین کیجاتی۔

اور جو اس وجہ ترجیح پنجاب یونیورسٹی کے مقابلہ مین اوسکی وجہ مضرت بیان کیجاتی ہے اسمین
بیچہے کر بحث و نظر کیجاویگی وہ وجہ مضرت لائق تسلیم ہوئی تو مسلم ہوگی ورنہ رد کیجاوے گی۔
بالفعل اس وجہ ترجیح کو تو مان لین اور انصاف سے درگذر نکرین۔ دوسرا فرق یہہ ہے کہ
کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان آرٹس آسان و سہل ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا امتحان سخت و مشکل

چنانچہ رپورٹ سملہ ٹکسٹ بک کیٹی جو اسی امر کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ کے حکم سے منعقد
ہوئی تہی اسپر گواہ ہے۔ اسمین بہی پنجاب یونیورسٹی ہی کی ترجیح پائی جاتی ہے۔ جسقدر
سوالات امتحان مین تشدد و سختی ہوگی اوسیقدر اون سوالات کے حل کرنیوالے طلباء کو زیادہ
علمیت حاصل کرنی پڑیگی۔ یہہ فوائد دینی و دنیوی اس بیت العلوم کے ایسے ہین
جنمین کسی اہل عقل و انصاف کو بحث و انکار کی گنجائش نہین ہے۔ ان فوائد کے مقابلہ
مین بعض لوگ جو اس بیت العلوم کے اسوقت مخالف ہو رہے ہین اس بیت العلوم مین
ایک یہہ ضرر بتاتے ہین کہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین انگریزی زبان کا جاننا اور
اس زبان مین آرٹس کا امتحان دینا مشروط و لازمی نہین ٹہرایا گیا اور اسمین انگریزی زبان اور
ان علوم کا جو بجز انگریزی کے اور زبانون مین ابتک پائی نہین گئی اس ملک سے اوٹہہ جانے
اور اس ملک کے باشندون کا ان عہدون اور عالی منصبون سے (جو انگریزی علوم کے
جاننے پر موقوف ہے) محروم رہنے کا اندیشہ ہے جب طلباء بدون تعلیم اون علوم انگریزی
کے پنجاب یونی ورسٹی کے امتحانون مین کامیاب ہوکر اسناید اور تمغے پانے لگینگے تو وہ
انگریزی زبان کیون سیکہینگے اور انگریزی زبان مین علوم و فنون کے امتحان کا کس لئے قصد کرینگے
پہر وہ ان عہدون اور عالی منصبون کو کس طرح پاوینگے۔ اس نظر سے یہہ یونیورسٹی اس
ملک کی ترقی و کمال دنیاوی کی ضرر رسان و حارج ہے نہ سراسر مفید۔

اسکے جواب مین جو کچہہ حامیان یونیورسٹی پنجاب ابتک کہہ چکے ہین اور جو اسمین اونکے
مخالفین چون و چرا کر رہے ہین ناظرین اخبارات کو معلوم ہے ہم اوسکا اعادہ نہین کرتے
بلکہ جو قول فیصل اسبات مین ہمارے خیال مین آرہا ہے اسیکو بیان کرتے ہین ناظرین
توجہ سے سنین اور اوسپر انصاف سے داد دین۔

مگر وہ ایک تمہید پر موقوف ہے جو قبل تقریر اس قول فیصل کے واجب العرض ہے وہ تمہید
یہہ ہے کہ جو ترقی و لیاقت و استحقاق ملازمت کلکتہ یونیورسٹی یا کیمبرج یونیورسٹی وغیرہ سے

ملک کو حاصل ہے اسمین یہہ غور و تعمق بکار ہے کہ آیا وہ ترقی و لیاقت اون یونیورن کی
جبر و اکراہ سے ہے یا لوگون کے فعل و اختیار سے او سکے جواب مین ہر ایک عاقل یہہ بات
کے کہنے کی امید ہے کہ یہہ اون یونیورسٹیون کے جبر و اکراہ سے نہین ہے بلکہ وہ لوگونکی
عقل تمیز و قدرشناسی و استطاعت کا نتیجہ ہے۔

جبر و اکراہ کی یہہ صورت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا قانون مجبر نافذ و معمول یہ
ہوتا جسکی رو سے ملک کے ہونہار لوگون کو پکڑ پکڑ کر یونیورسٹیونمین اونکا امتحان لیا جاتا اور انکو
بندہ باندہکران عالی منصبونپر مامور کیا جاتا۔ جیسے کہ بعض اولڈ فیشن ریاستون مین قانون
نافذ و معمول ہے۔ کہ جس گہر مین دس آدمی موجود ہون اوس گہر سے جبراً ایک آدمی فوج مین
بھرتی کرنیکے لئے پکڑ لیا جاتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ کسی یونیورسٹی کے امتحانون مین یہہ صورت
جبر و اکراہ متحقق نہین ہر ایک یونیورسٹی طالب ترقی و کمال کو فعل مختاری و اختیاری طور پر
امتحان دینے کی رغبت اور اوسپر عالی منصب ملنے کی امید دلاتی ہے۔ پس جس شخص کو
عقل و تمیز اور اون علوم و مناصب کی قدر و طلب ہوتی ہے و مع ذلک اونکے حاصل کرنیکی
عقلی و مالی و خیالی طاقت ہوتی ہے وہ ان علوم کو حاصل کرکے اون یونیورسٹیونکے فیض
سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ اسمین جبر و اکراہ کا دخل نہین ہے

اب یہہ تمہید ہو چکی تو اب اس **قول فیصل** کی تقریر کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ مشرقی زبانون
(اردو فارسی وغیرہ) مین امتحانات آرٹس یونیورسٹی بحصر عقلی دو شق و حال سے خالی نہین۔
یا تو وہ امتحان حصول اس لیاقت و استحقاق مدارج کے لئے (جو انگریزی مین امتحان دینے سے
متوقع ہین) کافی ہین یا آیندہ کبھی ہونگے اور کیا وہ کافی نہین ہین اور نہ آیندہ ہونگے۔ پس
شق اول صحیح ہے (جیسا کہ حامیان یونیورسٹی کا خیال ہے) تو جھگڑا ہی طے ہے۔ جب مشرقی
زبانون نے انگریزی کا کام دیدیا تو انگریزی کا لازمی نہ ہونا کس امر کا حارج ہوا؟ اور اگر شق
ثانی صحیح ہے (جیسا کہ مخالفین پنجاب یونیورسٹی کا ادعا ہے) اور مشرقی زبانون مین امتحان

دیگر آنرز ان آرٹس اور بائی پروفیشنسی وغیرہ خطاب حاصل کرنا کہتہ خواہ بتلا یا گیا تین پنجاب سے زیادہ اثر ونتیجہ نہین دیتا تو جن لوگون کو عقل وتمیز وقدر شناسی و استطاعت حاصل ہے اُ سے اس لیاقت وترقی کا لوگون کے لئے باعث ہے تو کہ وہ عقل وتمیز خود بخود انگریزی مین اُ کے حاصل کرنے اور اسی پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی مین امتحان وینے پر باعث ہوگی پنجاب یونیورسٹی نہ انگریزی کو مسدود و موقوف کرنا چاہتی ہے نہ لوگون کی اس عقل وتمیز قدر شناسی و استطاعت کو چھینے لگی ہے۔ بلکہ انگریزی کی پڑہائی کو وہ پہلے سے زیادہ رو†نق بخش رہی ہے چنانچہ اسکی کارگذاری موجودہ (جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے) اسپر گواہ ہے اُ قدر شناسی لوگونکی انگریزی کی نسبت خود یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ سرکاری مدارس مین (جنمین کسی مذہب کے برخلاف تعلیم نہین) وظیفہ اور کئی وجہ مدد لیکر بہی داخل ہوتے تہے اب وہ زمانہ ہی کہ ہندو مسلمان مشن سکولون مین (جہان ہندو و مسلما

† نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب نے اسی اسپیچ درباب تقسیم انعام مین کہا تہا کہ اجتماع کثیر امیدواران جو زبان انگریزی امتحان دیتے ہین اور درجہ امتحان کے سخت ہو جانے سے واضح ہوتا ہی کہ بجای تنزل کرنے زبان انگریزی کے ہمارا طریق اس زبان کی پڑہائی کو انتہا درجہ ترقی بخشتا ہی مگر پہلو بہ پہلو زبان انگریزی کے ہم نیز مشرقی زبانون کی بہی ترقی کراتے ہین اور حتی الوسع دیسی انشا پردازی کو رونق بخشتے ہین اور ان طالب علمون کیواسطے جو بباعث نہ جاننے انگریزی کے اپنی اعلی درجہ کی پڑہائی اس زبان مین نہین کرسکتے دیسی زبان مین کتب تیار کرتے ہین،، (اڈیٹر لکھتا ہے) یہہ دیسی زبان کی تعلیم اس انگریزی زبان کے لئے کسی وجہ سی مُضر نہین ہے چنانچہ مخالفین یونیورسٹی نے لائل سید احمد خان صاحب نے اس بات کو مان لیا ہوا ہے اور اسی عرضی انڈین ایسوسی ایشن مین کہا ہے ”یہہ سمجہنا کہ دیسی زبان کی دستی سے اعلی درجہ کی تعلیم دینا انگریزی زبان کی ترقی کو مضر ہے محض لاطایل ہے۔ اس طرح کہ اگر کوئی کہے کہ شکر اور نمک دونوکی تمیز ضروریات سی ہی ہوتا ہم ضرر رسانی سے مبرا نہین یعنی ایک دوسری کی ترقی کو مانع ہوگی بالکل ظاہر ہی کیونکہ یہہ دونون علیحدہ علیحدہ کام ہین ایک کا دوسرے سے کچہہ تعلق نہین ہی × × ایسی ہی دلایل سی ظاہر ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم اورشی ہے اور دیسی زبان کے ذریعہ سی عام تہذیب اورشی ہے۔ ایک کا دوسرے کو ضرر پہنچانا تو درکنار بلکہ ہر دو کی رجوعیت اصلاح ان کے کی طرف ہی سچ تو یہہ ہی کہ یہہ دو مختلف وسایل ہین جنسے یکسان نتیجہ نکلتے ہین،،

کے بہ خلاف بائبل کی تعلیم ہوتی ہے اور انکو عیسائی طور پر سمجھانے و دعا پڑہائی جاتی ہے (نہیں دیکھو خلل
دیتے ہیں اِس سے بڑھکر قدر دانی انگریزی کا اور کون وقت آئیگا - اور جب ایسا ہی سایل ترقی انگریزیکا
ل ہے تو پھر کیون کہا جاتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں انگریزیکے لازمی نہ ہونیسے ان علوم کے ایک سے
ہو جانے اور باشندگان اِس ملک کے اُن علوم سے محروم رہنے کا خوف ہے اور پنجاب یونیورسٹی
س ملک کی ترقی و کمال کی حامی و بہیخواہ ہے ◆

بات ہمنے ایک عزیز دوست کو جو پنجاب یونیورسٹی کے مخالفون میں سے ہے زبانی کہی تو انہون نے
کے جواب میں یہ فرمایا کہ بالفعل سرکاری مدارس میں مڈل کے امتحانون میں عربی و سنسکرت
ختیاری (یعنی نہ لازمی) طور پر داخل ہے تو اُسکے لازمی نہ ہونیکا یہہ نتیجہ ہے کہ اکثر لڑکے عربی و
سنسکرت نہیں پڑہتے اور سمجھین اپنی مطلوب امتحانونکا نقصان نہ جانکر اسکی کچھہ پرواہ نہیں
تے - انگریزی بھی ایسی اختیاری غیر لازمی ہو جائیگی تو عربی و سنسکرت کیطرح اسکی بھی ایسی حالت
ہوگی اسکے جواب میں ہمنے کہا کہ اِس صورت میں لوگون کا انگریزی کیطرف کم توجہ کرنا انکی
بے تمیزی و پست ہمتی کا نتیجہ ہوگا نہ پنجاب یونیورسٹی کی شرط امتحان کا اور ایسی بے تمیز
پست ہمت لوگون کے لئے انگریزیکا لازمی ہونا کچھہ بھی نفع نہیں رکھتا - ایسے لوگ کالجون اور
سکولون میں آنے ہی کیون لگے اور اگر آئے ہی تو اسکے پڑھنے اور امتحان دینے میں مشقت کیون اٹھانے لگے
انگریزیکا لازمی ہونا اُنپر ایسا جبر تو نہیں کرتا جس سے انکو خواہ مخواہ علم و لیاقت حاصل ہو - یہہ لازمی
ہونا بھی (اُنکی تحصیل و مشقت میں فعل مختاری کے سبب) اختیاری ہونیکے معنی میں ہے
آخر مدار کار لوگون کی عقل و تمیز و طلب و استطاعت ہی پر ہے - اِسکے جواب میں انہون نے
لڑکون کو عقل و تمیز کہان ہوتی ہے اسکا جواب دیا گیا کہ جس لڑکے میں تمیز نہیں
ہوتا ہے اسکے ولی (باپ بھائی وغیرہ) میں ہوتی ہے تب ہی اسکو تعلیم کیطرف راہ ملتی ہے اور جنکو
اُن میں بھی عقل نہیں ہوتی انکو گورنمنٹ کب گھر سے پکڑکر مدرسہ میں داخل کر لیتی ہے - ایسا عقل
بے تمیز تو کوئی دیکھا یا سُنا نہیں گیا جسکو گورنمنٹ نے جبر و اکراہ سے انگریزی میں کامیاب کیا ہو -

اِس سے علاوہ عربی و سنسکرت اور انگریزی مین غایت درجہ کا فرق ہے جسکی نظر انگریزی کی غیر لازمی ہونیکا قیاس عربی و سنسکرت کے غیر لازمی ہونے پہہ قیاس مع الفارق ہے عربی مسلمانون کے لئے اور سنسکرت ہندؤن کے لئے اگرچہ دین و مذہب مین کارآمدنی ہے مگر دنیا مین اس قدر کارآمدنی نہین ہے جسقدر کہ انگریزی کارآمدنی ہے اور چونکہ اکثر لوگ اسی دنیا کے طالب ہین اِسلئے اُنسے انگریزی کا باوجود غیر لازمی ہونیکے اِس قدر پڑہنا متوقع ہے کہ عربی و سنسکرت کا پڑہنا اِس سے سو درجہ اُتر کر بھی متوقع نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونیورسٹی کے امتحانون مین عربی و سنسکرت باوجود مذہبی مفاد کے نہین پڑہتے اور بجای اسکے انگریزی پڑہنے کو فرض جانتے ہین۔

انکی انگریزی مین یہ سرگرمی اور عربی و سنسکرت مین یہہ بےپرواہی عین دلیل اِس امر کی ہے کہ اُن کو انگریزی اپنے دین وایمان و مذہبی فرائض سے بھی پیاری ہے اور یہہ انکا جوش و پیار انگریزی کے لازمی ہونیکی ضرورت کو اُٹھا رہا ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی انکی رگ و پے مین ایسی ملائی گئی اور دلون مین ایسی بلائی گئی ہے کہ اب وہ انسے جبر انکالنے سے بھی نہین نکلتی۔ پس اگر بجاے لازمی نہونے انگریزی کے انگریزی زبان کو پنجاب یونیورسٹی کی امتحانی سے بالکل خارج ہی کر دیا جائے اور اُسمین امتحان لینے کی صاف ممانعت ہو جائے تب بھی اِس ملک سے انگریزی کے اُٹھہ جانیکا خوف نہین ہے جبتک کہ مدارس مین انگریزی کی تعلیم باقی رہے اور کسی نہ کسی جگہہ اسکے امتحان ہوا کرین۔ اور جسحالت مین پنجاب یونیورسٹی خود انگریزی کی اشاعت مین سرگرم ہے اور جو چاہے اسکا امتحان انگریزی مین لینے کو بڑی خوشی سے مستعد تو پہر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ انگریزی کا لازمی نہ ہونا انگریزی کو اِس ملک سے اُٹھا دیگا اور پنجاب یونیورسٹی اِس امر کی مجوز ملک کی بدخواہ ہے ✤

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر مین چھپا